الغرض اسلام کی رو سے زندگی بھر، روزانہ، بروقت اور اہتمام کے ساتھ نماز پڑھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ حتی کہ رسول پاک ﷺ نے بچپن ہی سے نماز کی عادت ڈالنے کی تاکید فرمائی۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''اپنے بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی تربیت دو، اور دس سال کی عمر ہونے کے بعد نماز میں کوتاہی کرنے لگیں تو سزا دو''۔ [ابو داؤد ۱/۳۳٤]

نماز کی پابندی کا اصل فائدہ تو قیامت میں حاصل ہوگا، جب فرمان شفیع المذنبین ﷺ: ''سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اس میں ناکام ہونے والا ہر احتساب پر منہ کی کھائے گا، اور اس میں سرفرازی پانے والے کے لئے بقایا محاسبوں میں بھی کامرانی کی راہیں کھلتی جائیں گی''۔ [ترمذی : ۲/۲۷۰ و قال: هذا حديث حسن ،غريب من هذا الوجه۔ و صححه الالبانی]

لیکن اس کے بہت سے جسمانی و ذہنی فوائد یہیں دنیا میں ہی حاصل ہوتے ہیں، جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

[۱] نماز انسان کو پابندیٔ وقت کا خوگر بناتا ہے۔

[۲] نماز ایک بہترین اور معتدل ورزش ہے، جو صحت کے لئے بہت مفید ہے۔

[۳] نماز کیلئے جسم اور لباس کی صفائی اور پاکیزگی لازمی ہے۔ جو کہ تندرستی کی ضامن ہے۔

[۴] اخلاص سے نماز پڑھنے اور توبہ واستغفار کرنے پر ذہن سے گناہوں کا بوجھ اتر جاتا ہے، اس طرح امراض نفسانی سے شفا حاصل ہوتی ہے۔

[۵] باقاعدگی سے نماز پڑھنے والے مریضوں کو نسبتاً جلدی شفا حاصل ہوتی ہے۔

امریکہ میں میری لینڈ یونیورسٹی کے ڈاکٹروں کی ایک ٹیم نے نمازی اور بے نماز مریضوں پر ادویات کے اثرات کا باقاعدہ جائزہ لیا، اور اس منظم ریسرچ سے ثابت ہوا کہ پابندی سے نماز پڑھنے والے نسبتاً جلد صحت یاب ہوجاتے ہیں۔ اس تحقیقاتی ٹیم کے چیئرمین ڈاکٹر آسٹیڈ نے کہا کہ وہ ایسی چیزوں پر یقین نہیں رکھتا تھا، لیکن اس جدید تجربے اور مسلسل مشاہدے نے اسے حیرت زدہ کر دیا ہے۔

قسط: 4

آئینہ اہلحدیث

عبد الرشید انصاری

بلا شک وشبہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی بندے کو اللہ پاک کا محبوب ومنظور نظر بنادیتی ہے۔ اور اللہ اپنے بندے کو صغیرہ گناہوں سے پاک وصاف کردیتا ہے۔مگر رسول اللہ ﷺ کی پیروی وہی شخص کر سکتا ہے جو آپ ﷺ سے والہانہ محبت وعقیدت رکھتا ہو ،اللہ کی آخری کتاب میں بھی محبت رسول ﷺ کو ایمان کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ اللہ نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے﴿**النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم**﴾ ''ایمان والوں کے لئے اللہ کا رسول ﷺ اپنی جانوں سے بھی مقدم ہے''۔[الاحزاب ٦]اس آیت کریمہ کی وضاحت کیلئے رسول کریم ﷺ نے ایک مجلس میں یہی حقیقت ذہن نشین کراتے ہوئے فرمایا''**لا یؤمن احدکم حتی اکون احب إلیه من والده و ولده والناس اجمعین**''تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کیلئے اس کے والد، اور اسکی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب و منظور نہ ہو جاؤں''(بخاری کتاب الإیمان: ١/٧٥،مسلم کتاب الإیمان ٢/١٥) رسول اکرم ﷺ سے اصحاب رسول ﷺ کو کس قدر محبت وعقیدت تھی۔ مندرجہ ذیل واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

ایک صحابی نے سوال کیا: یا رسول اللہ!قیامت کب آئیگی ؟ جب یہ گفتگو ہو رہی تھی تو نماز کیلئے اقامت ہو گئی ۔ بعد نماز رسول اللہ ﷺ نے اس اعرابی سے سوال کیا '' تم نے قیامت کیلئے کیا تیاری کررکھی ہے؟'' اعرابی اپنی سادگی سے یوں مخاطب ہوا: ''میری نمازوں یا دیگر عبادات میں کوئی خاص سرگرمی تو نہیں، البتہ مجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے والہانہ محبت وعقیدت ہے''۔ اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا:''**المرء مع من احب** '' آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہے''۔

صحیح اسانید سے ثابت شدہ سنتوں پر فقہاء ومفسرین کے ذاتی رجحانات کو ترجیح دینے والوں کا عشق رسول ﷺ کا دعوی محض گمراہ کن فریب ہے ۔دراصل سنت رسول مکرم ومقدم ﷺ کو چاہنے والا ہی بحکم حدیث محبِّ صادق ہے''**ومن احیا سنتی فقد احبنی و من احبنی کان معی فی الجنة**''جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے یقیناً مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی ، وہ جنت میں میرا ہم نشین ہوگا''(ترمذی کتاب العلم٥/٤٥ وقال هذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه)۔

اس کے باوجود عشق رسول ﷺ کا دعویدار ہونا بد ترین خود فریبی اور نا قابل معافی جرم ہے۔اور ایسا دعویدار عملا مخالفت وعداوت رسول ﷺ پر کمر بستہ ہے،یہ کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ جو بھی دنیا و آخرت میں سرخ روئی چاہتا ہے، اس پر لازم ہے کہ اتباع رسول ﷺ کی سعادت حاصل کرے ۔ اقبال نے فرمایا ہے:

بمصطفی برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

قرآن و حدیث لازم و ملزوم ہیں، یہ بات روز اول سے مسلمانوں میں ایک اجماعی و متفق علیہ مسئلہ ہے کہ مسلمانوں کیلئے علم و معرفت ،اور رہبری اور دنیا و آخرت میں سرفرازی ،سرخروی،کامیابی و کامرانی کے زرین ذرائع صرف اور صرف دو ہیں۔

اول: کلام اللہ جسے خود اللہ بزرگ و برتر نے ہر قسم کی تحریف ،حذف اور اضافے سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے محفوظ فرمایا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے﴿انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون﴾(الحجر:۹)''بیشک ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیاہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں''۔

دوم: اللہ کے آخری رسول ﷺ کی سنت مبارکہ،رسول اللہ ﷺ وہ مقدس ہستی ہے جس کی بابرکت زندگی کو خود اللہ تعالی نے اسوہ حسنہ قرار دیا۔بحکم ارشاد الہی ﴿لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ﴾(الأحزاب:۲۱)''بیشک تمہارے لئے رسول ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے''۔ جن کی اتباع کو ہر اس آدمی کیلئے ضروری قرار دیا، جو اللہ سے محبت و عقیدت کا دعویدار ہو، جن کے قول و عمل کو گمراہی و معصیت کے ہر شائبہ سے محفوظ و مامون فرمادیا۔ جب بھی کوئی گمراہی و ضلالت رونما ہوئی، اس کا بنیادی سبب یہ تھا اور اب بھی یہی ہے، کہ ان دونوں یا کسی ایک ماخذ کے بارے میں مسلمانوں نے لا پرواہی اور سہل انگاری اختیار کی۔جدید علم کے علمبردار کی حیثیت سے مسلک اہل حدیث کی مخالفت کے پیش نظر ایک گروہ نے قرآن ، قرآن کی رٹ لگاکر در اصل قرآن کریم کی تکذیب شروع کر رکھی ہے۔ یہ حلقہ بظاہر قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ کی آڑ لے کر میدان مخالفت میں اترا ہے۔

ان لوگوں کا نعرہ یہ ہے :''حسبنا کتاب اللہ''یعنی ہمارے لئے کتاب اللہ ہی کافی ہے''۔در اصل اس قول حق کو ایک گمراہ کن تصور کیلئے بطور دلیل و شاہد استعمال کر رہے ہیں۔ ان کے نزدیک کلام اللہ کے بعد سنت رسول اللہ ﷺ کی کوئی ضرورت نہیں۔اور بعض مدعیان علم و معرفت اور بزعم خویش علمبرداران فہم ودانش کا ہمارے پیارے رسول ﷺ کے بارے میں خیال ہے کہ آپ کا فرض منصبی محض پیغام الہی کو امت تک پہنچانے کی ذمہ داری تک محدود ہے اور بس۔ گویا رسول اللہ ﷺ صرف قرآن پاک کی تلاوت کرکے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوگئے ستم بالائے ستم یہ کہ جس قرآن مجید کا سہارا لے کر یہ باتیں بیان کی جارہی ہیں، اس نے رسول ﷺ کی جو حیثیت بیان فرمائی ہے ،اسے یہ حضرات نظر انداز کررہے ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کا سرسری مطالعہ بھی اس بات کو واضح کر دیگا کہ جناب رسالت مآب ﷺ اگر ایک طرف آیات قرآنی کی تلاوت پر مأمور تھے ،تو دوسری طرف اس کتاب مقدس کی تعلیم اور تزکیہ نفوس پر مأمور تھے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک کی تعلیمات کا صحیح مفہوم و منشا یہی ہے جسے خود آپ

ﷺ نے اپنے قول و فعل سے معین فرمایا۔ قرآن مجید نے کتنی وضاحت سے رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی کو ایک مفسر، قاضی و شارح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:﴿انا انزلنا اليك الكتاب بالحق لتحكم بين الناس بما اراك الله﴾(النساء ۱۰۵) " یقیناً ہم نے آپ ﷺ پر کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے، تاکہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ اس کے مطابق کریں، جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو سمجھا دیا ہے"۔

تفسیر: اس آیت کریمہ میں لفظ﴿ اراك الله ﴾سے مراد ہے کہ اس کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات اقدس پر بذریعہ الہام یا خواب کیا ہے۔مفسرین قرآن اور دوسرے علماء کرام سب نے یہی مفہوم مراد لیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے صادر ہونے والے اقوال وافعال میں مسلمانوں کو آپ کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی جلی کی طرح وحی خفی کی پیروی بھی امت پر فرض کردی ہے۔آپ سے صادر ہونے والے امور کی شرعی حیثیت بلا شک وشبہ بمنزلہ وحی کے ہوگی۔ان معروضات کی دلیل کیلئے مندرجہ ذیل آیت کریمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں ۔ ارشاد الٰہی ہے﴿وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا﴾ (الحشر:۷)"جو کچھ رسول ﷺ تمہیں دیں اسے لے لو، اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو"۔ رسول ﷺ پر بذریعہ وحی جو حکم نازل ہو ،انہی احکامات کو وہ اپنی امت تک پہنچا دیا کرتے تھے، اللہ نے اسکی تصدیق میں فرمایا﴿وما ينطق عن الهوى Oإن هو إلا وحي يوحىO﴾(النجم۳۔۴)۔

مفسرین کرام نے اس وحی کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک وحی متلو یعنی تلاوت کی جانے والی وحی اور دوسری غیر متلو بغیر تلاوت والی وحی۔

اکابرین امت کی وضاحت:

یہاں میں ان اکابرین امت و ائمہ کرام کے زرین خیالات اور انکے آراء پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتاہوں ،جنھوں نے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے یہ استدلال لیاہے کہ جو آدمی رسول کریم ﷺ سے صادر ہونے والے اقوال واعمال کو بصدق دل قبول کریگا، وہ کتاب اللہ کے حکم کی بنا پر کرے گا، کیونکہ رسول ﷺ کی پیروی کا حکم کتاب اللہ میں دیا گیاہے۔ یہ تمام اقوال وافعال اللہ کی بزرگ وبرتر ذات نے بذریعہ وحی متلو وغیر متلو صادر فرمایاہے، جو دین کے ہر قسم کے مراحل و مسائل کے بارے میں ہوں۔البتہ بعض دنیاوی معاملات میں وحی کے بغیر نبی اکرم ﷺ نے ذاتی رائے بیان فرمائی، تو ایسے مواقع پر اصحاب کرام سے مشورہ بھی لیا اور انکی تجاویز پر بحکم الٰہی عمل بھی فرمایا جیسے غزوہ بدر میں جگہ کا انتخاب اور غزوہ احزاب میں خندق کھودنا، اور بعض امور میں امت کو اپنے تجربات ومشاہدات کے مطابق عمل کرنے کی تلقین فرمائی جیسے کھجور کی پیوند کاری کا واقعہ۔ ان تمام معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے دینی امور

میں صادر ہونے والے تمام احکامات خواہ وہ قول ہوں ، فعل یا تقریر ...... بذریعہ وحی جلی ہو یا وحی خفی، ہر صورت میں اللہ تعالی کا حکم ہے۔

ہم مسلمانوں کے لئے یہ دونوں حجت الٰہی اور دلیل شرعی ہے۔ اسی لئے تمام ائمہ کرام اور اسلاف امت احادیث رسول ﷺ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اپنی مجلسوں اور محفلوں میں اصحاب الحدیث کی عزت افزائی فرماتے تھے ۔ اہل حدیث حضرات کا احترام و تعظیم بجالاتے تھے ۔ انکی مدح و ستائش کرتے تھے ۔اور ان پر شفقت و مہربانی فرمایا کرتے تھے۔ اور مانتے تھے کہ انکی جد و جہد فروغ دین اور اسلام کی تبلیغ و تعلیم کا بنیادی اقدام ہے۔اور امام شافعی کا یہ فرمان بھی قابل توجہ ہے:'' مجھے کسی صحابی اور تابعی کے بارے میں علم نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث بتائی گئی ہو اور اس نے قبول نہ کیاہو، اور اسے سنت قرار نہ دیاہو''۔

نامور محدث ابن عبد البر نے روایت کی ہے کہ امام احمد بن حنبل نے یوں فرمایا:

دین النبی محمد أخبار — نعم المطیة للفتیٰ آثار
لا ترغبن عن الحدیث و أهله — فالرأی لیل و الحدیث نهار
ولربما جهل الفتیٰ أثر الهدیٰ — و الشمس بازغة لها أنوار

(ترجمہ) ''اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ کا لایا ہوا دین روایات پر مبنی ہے ،آدمی کی بہترین سواری آثار(احادیث) ہے، تم حدیث اور محدثین سے بے توجہی نہ برتو۔ پس علماء کی رائے رات کی طرح تیرہ وتاریک اور حدیث نبوی روز روشن کی طرح واضح راہ ہدایت ہے۔اور بعض اوقات آدمی راستے کے واضح نشانات بھول جاتا ہے،حالانکہ سورج چمک رہا ہوتا ہے جس کی روشنی پھیلی ہوئی ہوتی ہے''۔(حجیت سنت ۵٦۳)

امام احمد بن سنان فرماتے ہیں کہ میرے ماموں ولی کرابیسی نے عندالوفات فرمایا''میری وصیت یہ ہے کہ وہ طریقہ اختیار کرو جو اصحاب حدیث نے اختیار فرمایا ہے۔ میں نے حق ان کے ساتھ پایا ہے''۔امام سفیان ثوری سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا'' اہل سنت کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو، اسلئے کہ وہ غرباء(پردیسی) ہیں''۔یعنی عوام کی اکثریت کو دیکھ کر ان کی ہاں میں ہاں ملانے والے نہیں ،اس لئے لوگ انہیں اپنے ماحول میں پردیسی سمجھتے ہیں۔اس قسم کے پردیسیوں کے حق میں نبی اقدس ﷺ کی بشارت وارد ہوئی ہے۔

مقدسی نے سفیان ثوری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا''فرشتے آسمان میں نگرانی کرنے والے ہیں اور اہل حدیث زمین کے نگران ہیں''۔ امام احمد بن حنبل سے کسی نے دریافت کیا کہ زمین میں اللہ تعالی کے ابدال (برگزیدہ بندے)ہیں؟ فرمایا''ہاں''عرض کیا وہ کون لوگ ہیں؟ جواباً فرمایا''اگر اہل حدیث ابدال نہیں ہیں، تو مجھے ان کے علاوہ اللہ کے ابدال کا علم نہیں''

امام شافعی فرماتے تھے ''جب بھی میں اصحاب حدیث میں سے کسی کو دیکھتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ صحابہ میں سے کسی کو دیکھ رہا ہوں''۔ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

نیز مقدسی نے روایت کی ہے کہ کسی نے ابراہیم بن موسی سے دریافت کیا کہ حدیث ''إن

فی آخر امتی قوما یعطون من الاجر مثل ما لأولهم ینکرون المنکر و یقاتلون اهل الفتن'' میری امت کے آخری زمانے میں کچھ لوگ ایسے ہونگے جنہیں اتنا ہی اجر ملے گا جو شروع زمانے کے لوگوں کو ملتا تھا ،جو منکرات کا رد کرینگے اور فتنہ پروازوں سے جنگ کریں گے''۔ کن لوگوں کے بارے میں یہ پیشن گوئی کی گئی ہے ؟ فرمایا ''وہ اہل حدیث ہیں''۔ اسلئے کہ وہ کہتے رہے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایاہے کہ ایسا کرو، ایسا کرو ''۔

صحیحین میں حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت امیر معاویہ سے اور صحیح مسلم میں جابر بن عبد اللہ، ثوبان، جابر بن سمرۃ، عقبۃ بن عامر، عبد الرحمن بن عمرو اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے مختلف الفاظ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''**لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق لا یضرهم من خذ لهم حتی یأتی امر الله وهم کذ لک**'' میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم ودائم رہے گا ،ان سے دشمنی کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ قیامت برپا ہو گی۔''(دیکھئے بخاری کتاب الاعتصام ۱۳/۳۰۶،مسلم کتاب الایمان ۲/۱۹۳وکتاب الامارۃ ۱۳/۶۵-۶۸)امام بخاری نے فرمایا:''وهم اهل العلم''یہ علم دین والے ہیں۔(کتاب الاعتصام باب۱۰)۔

امام عبد اللہ بن المبارک نے فرمایا: میرے نزدیک وہ گروہ اصحاب حدیث کا ہے۔امام مقدسی نے علی بن المدینی سے یوں بھی روایت فرمائی ہے کہ انہوں نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا:'' وہ لوگ اہل حدیث ہیں، جو رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو یاد رکھتے اور دین کا دفاع کرتے ہیں''۔

جناب امام مقدسی نے امام بخاری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا : ''مجھے امید ہے کہ حدیث ''**لا تزال طائفة**'' کے مصداق تم ہی لوگ ہو اسلئے کہ تاجر تجارتوں میں مشغول ہوگئے ہیں اور اہل صنعت اپنی صنعتوں میں مصروف ہیں،امراء وحکمران نظام مملکت میں منہمک ہیں۔ صرف تم لوگ ہی ہو جو رسول اللہ ﷺ کی سنت کو زندہ کررہے ہیں ۔

امام حاکم نے معرفة علوم الحدیث میں موسیٰ بن ہارون سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے جناب امام احمد بن حنبل کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حدیث میں مذکورہ گروہ جس کی اللہ تعالی نے مدد فرمائی ہے مراد اہل حدیث کا گروہ نہ ہوتو مجھے نہیں معلوم کہ اس سے مراد کون لوگ ہیں؟! پھر امام حاکم فرماتے ہیں :اسی وجہ سے کہا گیاہے کہ جس نے حدیث کو قول اور فعل کے اعتبار سے اپنے اوپر حکمران بنالیا وہ ہمیشہ حق بات ہی کہے گا۔امام احمد بن حنبل نے اس حدیث مبارکہ کی بڑی اچھی تشریح اوروضاحت کی ہے ۔ان کا ارشاد ہے :''اس گروہ سے مراد جو حق پر قائم ودائم رہے گا اور جس سے قیامت تک کیلئے رسوائی دور کردی گئی ہے، یہ اصحاب حدیث کا گروہ ہے ۔اس فضیلت کےمستحق انکے علاوہ اور کون ہوسکتے ہیں کہ جنہوں نے نیک لوگوں کی راہ اختیارکی، سلف صالحین کے نقش قدم پر چلے اور رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کے ذریعے اہل بدعت کا